

حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی نشو و نما

<?xml encoding="UTF-8">

۱- آپ کی والدہؑ محترمہ حضرت خدیجہ (علیہا السلام) کی منزلت و مرتبہ

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سب سے پہلی زوجہ ”جناب خدیجۃ بنت خویلد“ کے والدین کا تعلق قریش سے تھا اور دونوں ہی جزیرہ نمائے عرب کے اعلیٰ ترین نجیب گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ اس ارفع و اعلیٰ نسب کے ساتھ ساتھ، نیک نامی، بہترین اخلاق اور نیک اوصاف و خصائل نیز پاکیزگیؑ کردار کی شہرت نے آپ کو ایک خاص بلندی عطا کی تھی، آپ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے شادی سے پہلے سے ہی طاہرہ اور قریش کی عورتوں کی سردار کے طور پر پہچانی جاتی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ قریش کی مالدار اور ثروت مند خاتون تھیں آپ کا جاہ جلال بہت زیادہ تھا اور آپ کو دینداری آپنے گھرانے سے ورثہ میں ہی ملی تھی

جیسا کہ جب یمن کے بادشاہ ”تُبع دوم“ نے حجر اسود کو آپنے ساتھ یمن لے جانے کی کوشش کی تو آپنی دینی غیرت و حمیت کی بدولت آپ کے والد ”خویلد“ ہی اس کے سامنے اہنی دیوار بن گئے اور اس کی طاقت اور لشکر کی کثرت کو کسی طرح خاطر میں نہ لائے جو ان کے دینی جذبہ کی بہترین سند ہے۔ جناب خدیجہ کے جد، اسد بن عبد العزیٰ معاہدہٗ حلف الفضول کے اہم رکن تھے جس میں قریش نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ مکہ میں کسی پر ظلم نہیں ہونے دیا جائے گا چاہے وہ مکہ کا رہنے والا ہو یا کہیں باہر سے آیا ہو اور وہ لوگ اس کی مدد ضرور کریں گے اور اسے اس کا حق و آپس دلائیں گے اس بارے میں رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

<لقد شهدت فی دار عبد اللہ بن جدعان حلفاً ما احبّ ان لی به حمر النعم، ولو ادعی به فی الاسلام لأجبت> (۱)

میں نے عبد اللہ بن جدعان کے گھر پر اس معاہدہ ”حلف الفضول“ کا مشاہدہ کیا کہ اس کے بدلہ میں اگر مجھے سرخ اونٹ دیئے جائیں تو میں اسے قبول کر لوں۔ آپ کے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے اور ان میں سے انہیں جو کچھ بھی اچھا لگتا تھا اس پر عمل پیرا رہتے تھے جسکی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ رہتے تھے، یا مکہ ان دونوں کا وطن تھا، بلکہ وہ بتوں کی عبادت و پرستش کو حقیر سمجھتے تھے اور انہیں ایک قابل اطمینان دین کی تلاش تھی۔

مختصر یہ کہ جناب فاطمہ (علیہا السلام) کا تعلق اس گھر انے سے تھا جو علم و عمل اور دینداری کے میدان میں یگانہؑ روزگار تھا اور اس گھرانے والے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے دین حنیف پر قائم رہنے کے ساتھ ساتھ جزیرہ نمائے عرب میں دین حق کے ظہور کا شدت سے انتظار کر رہے تھے۔

حضرت خدیجہ (علیہا السلام) کی تجارتی سرگرمیاں

قریش کے بڑے بڑے لوگوں نے جناب خدیجہ (علیہا السلام) کے پاس شادی کے لئے پیغام بھیجا اور آپ کے سامنے لمبی لمبی پیش کشیں بھی کیں لیکن آپ نے کسی کارشتہ قبول نہیں کیا اور آپ نہایت سکون و اطمینان اور بڑی پاکدامنی کے ساتھ اسی طرح زندگی بسر کرتی رہیں یہاں تک کہ آپ کی عمر چالیس سال ہو گئی۔

جناب خدیجہ کے پاس ہیحد دولت تھی جسے آپ نے مہربند کر کے نہیں رکھا اور نہ ہی اسے سود خوری کے لئے استعمال کیا جبکہ اس زمانے میں سود ہر طرف رائج تھا بلکہ آپ اس مال سے تجارت کیا کرتی تھیں اور اس کے لئے نیک اور ایمان دار لوگوں سے کام لیتی تھیں اور اسی تجارت کے ذریعہ آپ کے پاس ایک بڑا سرمایہ جمع ہو گیا تھا۔

محدثین کا بیان کیا ہے کہ جناب خدیجہ (علیہا السلام) مختلف لوگوں کو اجرت دے کر تجارت کے لئے شام بھیجا کرتی تھیں انحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے شادی سے کچھ عرصہ پہلے آپ (علیہا السلام) نے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پیش کش کی تھی کیونکہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ایمانداری اور صداقت و غیرہ کے چرچے اس وقت ہر مرد و عورت اور چھوٹے بڑے کی زبان پر تھے لہذا، اگر وہ ان کا مال تجارت لے کر شام چلے جائیں تو ان کو دوسروں کے مقابلہ میں دو ہرا سرمایہ دیا جائے گا چنانچہ انحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سلسلہ میں اپنے چچا جناب ابو طالب (علیہ السلام) سے مشورہ کیا اور خدیجہ کی پیش کش کے مطابق شام کی طرف روانہ ہو گئے اس سفر میں جناب خدیجہ (علیہا السلام) نے قافلہ کی دیکھ بھال اور آپ کا خیال رکھنے کے لئے اپنے غلام میسرہ کو بھی آپ کے ساتھ روانہ کر دیا

آپ کی برکتوں سے اس سفر تجارت میں اتنا فائدہ اور اتنی برکتیں سامنے آئیں جو اس سے پہلے کبھی بھی دیکھنے میں نہ آتی تھیں یہی وجہ تھی کہ قافلہ کے مکہ سے قریب پہنچنے سے پہلے ہی میسرہ تیزی کی ساتھ جناب خدیجہ (سلام اللہ علیہا) کی خدمت میں پہنچ گیا اور اس نے راستہ کے تمام واقعات اور ”بحیرا راہب“ سے ان کی ملاقات و غیرہ کی تفصیل آپ سے بیان کر دی۔

جناب خدیجہ (علیہا السلام) کی ذہانت اور دور بینگاہوں کا یہ اثر تھا کہ آپ نے اعلان رسالت سے پہلے بھی انحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شخصیت اور آپ کے اعلیٰ اخلاق کے اندر، انوار رسالت کا مشاہدہ کر لیا تھا، اور اسی وجہ سے آپ نے ہر بڑے آدمی کے پیغام ازدواج کو ٹھکرا دیا آپ کی نگاہ انتخاب صرف پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ہی جا کر رکی اور آپ نے اس مبارک رشتہ کے لئے خود اپنے کو پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں پیش کر دیا جبکہ آپ کی بہترین مالی حالت اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے طرز زندگی کے درمیان بظاہر ہیحد فاصلہ تھا۔

تاریخ یعقوبی میں نقل ہوا ہے کہ جناب عمار بیان کرتے ہیں: جناب خدیجہ (علیہا السلام) اور پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شادی کی تفصیل سب سے زیادہ مجھے معلوم ہے کیونکہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے میری دوستی تھی، اور ایک دن ہم دونوں صفا و مروہ کے درمیان چلے جا رہے تھے کہ اچانک خدیجہ اور ان کے ساتھ ان کی بہن ہالہ بھی وہاں پہنچیں جب انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا تو ان کی بہن ہالہ میرے پاس آئیں اور مجھ سے بولیں، اے عمار کیا تمہارے دوست کو خدیجہ سے کوئی دلچسپی ہے؟ میں نے ان سے کہا خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم! تب میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آیا اور آپ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ سے کہا ”او“ ان سے

کھدو کہ ہم فلاں دن تمہارے یہاں ائیں گے،

چنانچہ اس دن میں نے جناب خدیجہ کے چچا عمر و بن اسد کے گھر کسی کو بھیجا اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ریش مبارک پر روغن کی مالش کی آپ کو ایک عبا اوڑھائی پھر رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپنے چچاؤں کے درمیان وہاں پہونچے جن میں سب سے اگے اگے جناب ابو طالب تھے انہوں نے مجمع کے سامنے ایک خطبہ پڑھا اور اس کے بعد ان دونوں کی شادی ہوگئی۔

عمار مزید کہتے ہیں: پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جناب خدیجہ (علیہا السلام) نے تجارت کے لئے اجیر نہیں بنایا تھا اور نہ ہی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کبھی کسی کی مزدوری کی ہے

۲- پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور جناب خدیجہ (علیہا السلام) کی شادی

حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے عرب کے اس گھر میں آنکھ کھولی جس کی شان و شوکت، عظمت و منزلت اور عزت و شرافت میں عرب کے کسی گھر کا کوئی مقابلہ نہ تھا آپ اسی میں پروان چڑھے اور بچپنے سے جوانی کی دھلیز پر قدم رکھا تو اسی کے ساتھ ساتھ زندگی کی تمام ارزوئیں بھی جوان ہونے لگیں

کیونکہ خداوند عالم کا ارادہ یہ تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پرورش اس انداز سے ہو کہ آپ مستقبل میں رسالت کے سنگین بوجھ کو باسانی اٹھا سکیں اور اس الہی امانت کو لوگوں تک پہونچا دیں، اسی لئے آپ کی اس عظیم ذمہ داری اور عالمی رسالت و نبوت کے مطابق آپ کو الہی اور ربانی نظر لطف آپنے حصار میں لئے ہوئے تھی۔

جب آپ کی عمر شریف پچیس سال ہوئی تو آپ کو ایسی شریک حیات کی ضرورت تھی، جو آپ کے معیار کے مطابق ہو اور آپ کے عظیم مقاصد میں آپ کا ہاتھ بٹاسکے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جس جہاد اور صبر و حوصلہ کی ضرورت تھی اس میں ہر مرحلہ پر سر بلند نظر آئے آپ کے لئے عین ممکن تھا کہ آپ بنی ہاشم کی جس دوشیزہ سے شادی کرنا چاہتے کرسکتے تھے

لیکن خدا کی مشیت نے چاہا کہ جناب خدیجہ کے دل کو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف موڑ دیا جائے آپ کادل آپ کی ذات والا صفات سے وابستہ ہو جائے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کی اس پیش کش کو قبول فرمالیں اور اس طرح جناب خدیجہ (علیہا السلام) اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا رشتہ قائم ہو جائے۔

جناب خدیجہ (علیہا السلام) آپنے شوہر نامدار حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بے پناہ محبت دی اور ہمیشہ یہی سوچا کہ وہ محبت دے نہیں رہی ہیں بلکہ ہمیشہ یہی سمجھا کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت پاکر وہ ہر سعادت سے ہم کنار ہوگئیں ہیں، آپ نے اپنی پوری دولت انحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قدموں پر نثار کردی مگر کبھی بھی یہ خاطر میں نہ لائیں بلکہ ہمیشہ یہی سمجھا کہ اس کے بدلے آپ کو ہدایت و ایمان کی ایسی بیش قیمت دولت نصیب ہوگئی ہے جو دنیا کے تمام خزانوں پر بھاری ہے۔

یہی وجہ تھی کہ دوسری جانب پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آپنی تمام تر محبتوں کو ان کے حوالہ کرنے کے باوجود اسے اہمیت نہ دی بلکہ ہمیشہ جناب خدیجہ (سلام اللہ علیہا) کی فدا کاری کو بھی سراہا اور اس بارے میں یہ ارشاد فرمایا: ”ما قام الاسلام الا بسيف على و مال خديجة“ اسلام نے چلنا نہیں شروع کیا (اسلام قائم نہیں ہوا) مگر علی کی تلوار اور خدیجہ کے مال کے ذریعہ یہی وجہ تھی کہ جب تک جناب خدیجہ زندہ رہیں انحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کسی عورت سے شادی نہیں کی۔

رسول اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جناب خدیجہ (سلام اللہ علیہا) کی شادی خانہ ابادی کا واقعہ ان کی زندگی کا ایک اہم، دلچسپ اور تابندہ و روشن موڑ ہے، کیونکہ جناب خدیجہ (علیہا السلام) کے اندر استقلال نفس، خود اعتمادی اور ازادی ضمیر کی حکمرانی تھی، اور آپ بڑے بڑے صاحبان عقل و رشد افراد کی طرح تجارت کیا کرتی تھیں۔

آپ نے بڑے بڑے نامور اور اہل دولت و زر اور صاحبان جاہ و حشم افراد کے پیغامات کو ٹھکرا دیا اور ایسی عظیم شخصیت کے رشتہٴ زوجیت میں اگئیں جو یتیم اور تھی دست تھے۔ بلکہ وہ شوق و ولولہ کے ساتھ اگے بڑھیں تاکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے شادی کی پیش کش کریں اور آپنا مہر بھی آپنے ہی مال سے ادا کرنے پر آمادہ تھیں، چنانچہ جب پیغمبر اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، جناب خدیجہ سے شادی کے لئے چلے تو آپ جناب ابو طالب (علیہ السلام) اور آپنے دوسرے اعزاء و اقرباء کے ساتھ جناب خدیجہ کے چچا کے گھر پر پہنچے تو سید و سردار بطحانے سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خطبہٴ عقد کا آغاز ان الفاظ سے کیا: >الحمد لرب هذا البيت الذي جعلنا زرع ابراهيم وذرية اسمعيل، وانزلنا حرماً ائمناً وجعلنا الحكام على الناس، وبارك لنا في بلدنا الذي نحن فيه، ثم ان ابن اخی یعنی محمداً (ص) ممّن لايوزن برجل من قريش الا رجح به ولا يقاس به رجل الا عظم عنه، ولا عدل له في الخلق وان كان مقلداً في المال فانّ المال رقد جار وظل زائل، وله في خديجة رغبة، وان كان جئناك لنخطبها اليك برضاها و امرها، والمهر علي في مالي الذي ساء لتموه عاجله واجله، وله ورب هذا البيت حظ عظيم ودين شائع ورأى كامل <۔

حمدھے اس محترم گھر (خانہٴ کعبہ) کے رب کی جس نے ہمیں جناب ابراہیم (علیہ السلام) کے شجرہ (نسل) اور جناب اسماعیل (علیہ السلام) کی ذریت میں قرار دیا ہے اور ہمیں حرم امن میں سکونت عطا کی اور ہمیں لوگوں کا حاکم قرار دیا اور ہمارے لئے ہمارے اس شہر میں برکت عنایت فرمائی۔ اما بعد: یہ میرا بھتیجا (یعنی محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان (مردوں) میں سے ہے کہ انہیں قریش کے جس مرد کے سامنے بھی کھڑا کیا جائے گا یہ اس سے بہتر نظر آئیں گے، اور کسی مرد سے ان کا موازنہ نہیں ہوگا مگر یہ کہ یہ اس سے عظیم ہی دکھائی دیں گے اور مخلوقات میں کوئی ان کا پاسنگ بھی نہیں ہے اگر چہ ان کے پاس مال کی قلت ہے مگر مال انے جانے والا اور زائل ہو جانے والا سایہ ہے، یہ خدیجہ سے شادی کے خواہشمند ہیں

لہذا ہم آپ کی خدمت میں خدیجہ کی رضایت کے ساتھ اس مبارک رشتہ کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ اور مہر میرے ذمہ ہے جسے میں خود آپنے مال سے ادا کروں گا، جب چاہے آپ لے سکتے ہیں ابھی یا بعد میں، اور اس گھر (کعبہ) کے رب کی قسم یہ ایک عظیم شان حصہ مشہور دین اور کامل واستوار رائے کے مالک ہیں۔ جب جناب ابو طالب (علیہ السلام) خاموش ہو گئے تو جناب خدیجہ کے چچا اگر چہ ایک مرد ذی علم تھے مگر جناب ابو طالب (علیہ السلام) کے رعب و دبدبہ اور ہیبت کی وجہ سے ان کی زبان گنگ ہو گئی اور وہ کوئی جواب نہ دے سکے، تب جناب خدیجہ نے خود اس ذمہ داری کو ادا کیا اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

سے آپ (سلام اللہ علیہا) کی شادی ہو گئی۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ ذمہ داری جناب خدیجہ نے اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے سپرد کی تھی، چنانچہ جب وہ مسکراتے ہوئے اور بشاش انداز میں جناب خدیجہ کے گھر میں داخل ہوئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کی طرف دیکھ کر کہا اے ابن عم خوش آمدید، شائد تم میری خواہش پوری کر کے ائے ہو، انہوں نے کہا: ہاں اے خدیجہ (علیہا السلام) تمہیں مبارک ہو، اور میں تمہارا وکیل ہوں اور کل صبح سویرے ان شاء اللہ حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے تمہاری شادی کردوں گا۔

جب جناب ابو طالب (علیہ السلام) پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عقد کا (مشہور و معروف) خطبہ پڑھ چکے اور عقد تمام ہو گیا تو پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جناب ابو طالب کے ساتھ جانے کے لئے کھڑے ہوئے تو جناب خدیجہ نے کہا آپ اپنے گھر ہی توجائیں گے؟ تو میرا گھر آپ کا گھر ہے اور میں آپ کی کنیز (شریکہ حیات) ہوں۔

جب اس مبارک و مسعود شادی کی تمام رسومات نہایت سادگی سے مکمل ہو گئیں تو رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جناب خدیجہ کے گھر تشریف لے گئے یہی وہ گھر تھا جس کے در و دیوار، دین و ایمان کی مجسم اور عظیم نشانی اور آپنی بے زبانی کے باوجود پیغمبر کی تبلیغ دین، آپ کے جہاد، صبر، اور زحمتوں اور مشکلوں کا اعلان کرتے ہوئے نظر آئے۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نزدیک جناب خدیجہ (علیہا السلام) کی منزلت و مرتبہ

حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور جناب خدیجہ (علیہا السلام) کی برکتوں سے تاریخ عالم میں ایک ایسا نیا گہرانہ عالم وجود میں سامنے آیا جو انس و محبت، سعادت و نیک بختی اور مثالی گھریلو الفت اور ہم اہنگی سے معمور تھا یہی وجہ ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے جناب خدیجہ (علیہا السلام) نے ہی پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رسالت پر ایمان کا اعلان کیا اور آپ کے اس مقدس مقصد کی خاطر آپنی تمام تر کوششیں وقف کر دیں، اور آپنی دولت آپ کے قدموں میں رکھ کر یہ کہتی ہوئی نظر آئیں: میری تمام دولت آپ کی خدمت میں حاضر ہے آپ کو اس کے بارے میں مکمل اختیار حاصل ہے آپ خدا کے دین کی تبلیغ اور اسکی نشر و اشاعت میں اسے جس طرح اور جہاں چاہیں خرچ کر سکتے ہیں۔ آپ (علیہم السلام) نے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ رہ کر قریش کی ایذا رسانیوں اور ان کے بائیکاٹ کی وجہ سے پیدا ہونے والے مشکلات کو بھی برداشت کیا،

یقیناً آپ کا یہ بے مثال اخلاص، مستحکم ایمان، اور سچی محبت اسی لائق تھی کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی آپ کو اسی کے شایان شان محبت، اخلاص اور عزت و توقیر سے نواز یں آپ نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دل میں ایسی قدر و منزلت پیدا کر لی تھی کہ آپ کی وفات کے مدتوں بعد بھی آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قلب و ذہن کے صفحات سے اس کے نقوش کسی طرح بھی ہلکے نہیں ہوئے تھے اور آپ کی دوسری ازواج میں کوئی بھی اس مرتبہ کو حاصل نہی کر سکی حتیٰ کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے صاف صاف ارشاد فرمایا: ”خیر نساء امتی خدیجۃ بنت خویلد“
میری امت میں سب سے بہترین خاتون خدیجہ بنت خویلد ہیں۔

ام المؤمنین عائشہ بیان کرتی ہیں کہ جب کبھی بھی پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جناب خدیجہ (سلام اللہ علیہا) کا تذکرہ کرتے تھے تو آپ ان کی تعریف اور ان کے لئے استغفار کرنے سے نہیں تھکتے تھے، چنانچہ ایک دن آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کا ذکر کیا تو مجھ سے رہا نہ گیا میں نے کہا: وہ ایک بڑیا کے سوا کیا تھیں؟ اور اب تو خداوند عالم نے ان کے بدلے آپ کو ان سے بہتر بیویاں عطا کردی ہیں! وہ کہتی ہیں کہ یہ سن کر انحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اتنا سخت غصہ آیا کہ آپ کی پیشانی کے اوپر کے بالوں میں جنبش ہونے لگی اور آپ نے فرمایا:

<واللہ ما خلف لی خیراً منها، لقد آمنت ہی اذ کفر الناس، وصدقتنی اذ کذبنی الناس، وأنفقتنی مالها اذ حرمنی الناس، و رزقنی اللہ اولادها اذ حرمنی اولاد النساء> -

”خدا کی قسم مجھے اس سے اچھی بیوی ہرگز نہیں ملی وہ اس وقت میرے اوپر ایمان لائیں جب لوگ میرا انکار کر رہے تھے، اور ایسے حالات میں انہوں نے میری تصدیق کی جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے، اور آپنا مال اس وقت میرے لئے خرچ کیا جب سب نے مجھے محروم کر رکھا تھا اور ان کے ذریعہ خداوند عالم نے مجھے اولاد سے نوازا جبکہ کسی دوسری زوجہ سے میری کوئی اولاد باقی نہ رہی۔“

وہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا! خدا کی قسم اب کبھی بھی میں ان کی برائی نہیں کروں گی۔ ایک روایت میں ہے کہ جناب جبرئیل رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں آئے اور کہا: <یا محمد! هذه خدیجة قد اتتک فاقراءها السلام من ربها، و بشرها بهیت فی الجنة من قصب، لا صخب فیہ ولا نصب> -

”اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہ خدیجہ کو اپنے رب کی طرف سے سلام پہنچا دیجئے اور انہیں جنت میں تازہ موتیوں سے بنے ہوئے ایسے گھر کی بشارت دیدیجئے جسمیں نہ کوئی شور شرابہ ہوگا اور نہ کوئی مرض اور بیماری ہوگی“

یہی وجہ تھی کہ انحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کی سہیلیوں کی بھی بیحد عزت و توقیر کیا کرتے تھے جیسا کہ انس کا بیان ہے: کہ جب پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں کوئی ہدیہ لایا جاتا تھا تو آپ حکم دیدیتے تھے کہ:

<اذہبوا الی بیت فلانة فانہا کانت صدیقة لخدیجة، انہا کانت تحبہا>۔

”اسے فلاختون کے گھر لے جاؤ کیونکہ وہ خدیجہ کی سہیلی ہیں، اور وہ انہیں چاہتی تھیں۔“

روایت میہے کہ جب کبھی آپ کوئی بکری ذبح کراتے تھے تو فرماتے تھے: ”ارسلو الی اصدقاء خدیجة...“ اسے خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس بھیج دو چنانچہ ام المؤمنین عائشہ نے ایک دن آپ سے اس بارے میں پوچھ ہی لیا، تو آپ نے فرمایا: ”انی لأحب حبیبہا“ میں ان کی سہیلیوں سے محبت رکھتا ہوں، صرف رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دل میں ہی جناب خدیجہ کی یہ عزت و توقیر اور منزلت نہ تھی۔ بلکہ خداوند عالم کے نزدیک بھی آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا اس لئے اس نے آپ کو جنت میں عظیم درجہ عنایت فرمایا ہے، جس کی خبر رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان الفاظ میں دی ہے:

<أفضل نساء أهل الجنة خدیجة بنت خویلد، و فاطمة بنت محمد، و مریم بنت عمران، و آسیة بنت مزاحم امرأة فرعون>۔

جنت کی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ (سلام اللہ علیہا) بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، مریم بنت عمران، اور فرعون کی زوجہ آسیہ بنت مزاحم ہیں۔

جناب خدیجہ (علیہا السلام) تبلیغ رسالت کے ہر کام میں انحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ہاتھ بٹاتی تھیں اور خداوند عالم نے آپ (علیہا السلام) کے ذریعہ آپ کا بوجھ بڑی حد تک ہلکا کر دیا تھا کیونکہ جب کبھی بھی آپ قریش کی غنڈہ گردی، ایذا رسانی، تکذیب اور مخالفتوں کی وجہ سے رنجیدہ ہوتے تھے تو آپ ہی انحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لبوں کی مسکراہٹ اور تازگی قلب و روح کا سامان فراہم کرتی تھیں چنانچہ گھر و آپس پہنچنے کے بعد انحضرت کو کسی تھکن کا احساس نہیں رہتا تھا اور آپ کے لئے یہ تمام دشوار مرحلے آسان ہو جاتے تھے، آپ جناب خدیجہ (علیہا السلام) کے ساتھ بڑے سکون سے تھے، اور ان سے اپنے اہم کاموں میں مشورہ بھی فرماتے تھے۔

۳- جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی خلقت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم

شہزادی کائنات کی خلقت اور پیدائش کے لئے خداوند عالم نے ایسے صالح ترین گھر کا انتظام فرمایا کہ آپ کے والد گرامی حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور والدہ گرامی جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا ہیں۔

خداوند عالم نے آپ کی پیدائش اور خلقت کے بارے میں خاص اہتمام فرمایا تھا جس کا تذکرہ متعدد روایتوں میں موجود ہے۔ اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بھی مختلف مقامات پر اس کی جانب اشارہ فرمایا ہے: ایک روایت میں ہے کہ ایک روز نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ابطح کے مقام پر تشریف فرماتھے تو آپ کی خدمت میں جناب جبرئیل نازل ہوئے آپ نے آواز دی:

> یا محمد! العلیٰ الاعلیٰ یقرئک السلام، وهو یا مرک اُن تعزل خدیجۃ اربعین صباحاً < اے محمد: علی و

اعلیٰ (خدا) نے آپ کو سلام کہا ہے اور اس نے یہ حکم دیا ہے کہ آپ چالیس دن تک خدیجہ سے دور رہیں چنانچہ آپ نے جناب خدیجہ (سلام اللہ علیہا) کے پاس جناب عمار یاسر کو بھیجا اور انہیں اس الہی حکم سے باخبر فرمایا، اس دوران آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چالیس دن تک دن میں مسلسل روزہ رکھتے تھے اور رات بھر عبادت خدا کیا کرتے تھے، جب چالیس روز پورے ہو گئے تو جبرئیل (علیہ السلام) پھر نازل ہوئے اور کہا: > یا محمد! العلیٰ الاعلیٰ یقرئک السلام یا مرک اُن تتأهب لتحيته وتحفته <

”اے محمد علی اعلیٰ (خدا) نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ آپ اس کے ہدیہ اور تحفہ کے لئے تیار ہو جائیں“ ابھی نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسی طرح تھے کہ میکائیل ایک سینی (طبق) لئے ہوئے نازل ہوئے جس پر سندس کارومال پڑا ہوا تھا، اسے انہوں نے انحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے رکھ دیا: تب جبرئیل نے کہا:

> یا محمد! یا مرک ربک اُن تجعل اللیلة افطارک علی هذا الطعام <

اے محمد آپ کے رب نے کہا ہے کہ آج رات آپ اسی کھانے سے افطار کیجئے گا“ چنانچہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سیر ہو کر کھانا تناول فرمایا اور پانی پی کر جب بالکل سیراب ہو گئے، تو نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے جبرئیل نے اگے بڑھ کر کہا:

> الصّلاة محرمة علیک فی وقتک حتی تأتی منزل خدیجة، فانّ اللہ عزّوجلّ آلی علی نفسه اُن یخلق من صلبک فی هذه اللبلة ذریة طيبة <

اس وقت آپ کے اوپر نماز حرام ہے جب تک آپ خدیجہ کے گھر نہ چلے جائیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپنے اوپر یہ فرض کیا ہے کہ آج رات آپ کے صلب سے ایک پاکیزہ نسل خلق فرمائے، یہ سنکر رسول اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، جناب خدیجہ (سلام اللہ علیہا) کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

جناب خدیجہ (سلام اللہ علیہا) بیان فرماتی ہیں: کہ مجھے تنہائی سے انسیت ہو گئی تھی، چنانچہ جب رات ہو گئی میں نے آپنا سر ڈھک لیا پردے ڈال دئے اور آپنا دروازہ بند کر لیا اور آپناورد پڑھنا شروع کر دیا۔ چراغ خاموش کر دیا، اور آپنے بستر پر اکر لیٹ گئی، اس رات نہ میں بالکل سوئی ہوئی تھی اور نہ ہی بالکل جاگ رہی تھی، کہ اچانک مجھے آپنا دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی، میں پکار کر بولی: ”کون اس دروازہ کو کھٹکھٹا رہا ہے“ جسے حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے علاوہ کوئی اور نے نہیں کھٹکھٹاتا؛ ...جناب خدیجہ (علیہا السلام) کہتی ہیں کہ رسول اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انتہائی شیریں انداز اور دلنشین لہجہ میں اہستہ سے فرمایا: >افتحی یا خدیجة، فأتی محمد <- اے خدیجہ دروازہ کھولو میں محمد ہوں، میں نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گھر میں تشریف لے آئے، اس مالک کی قسم جس نے اسمان کو بلند فرمایا اور پانی کو جاری کیا ہے ابھی نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ سے دور بھی نہ ہونے پائے تھے کہ مجھے آپنے شکم میں فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کے وجود (کی سنگینی) کا احساس ہو گیا۔

۴- جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے جناب خدیجہ (علیہا السلام) کی انسیت:

جب جناب خدیجہ نے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے شادی کی تھی تو مکہ کی عورتوں نے آپ سے ملنا جلنا بالکل بند کر دیا تھانہ وہ آپ سے بات کرتی تھیں اور نہ ہی آپ سے ملاقات کرتی تھیں لیکن جب جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کا نور آپ کے شکم مبارک میں منتقل ہو گیا، اس کے بعد جب کبھی بھی پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گھر سے باہر تشریف لے جاتے تھے تو جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) شکم کے اندر سے ہی آپ سے گفتگو کیا کرتی تھیں، جس سے آپ کو سکون اور راحت نصیب ہوتی تھی، اسی دوران ایک دن پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب آپنے گھر میں داخل ہوئے تو آپ نے سنا کہ خدیجہ کسی سے باتوں میں مشغول ہیں، آپ نے پوچھا: >یا خدیجة! من تکلمین! <-

اے خدیجہ تم کس سے گفتگو کر رہی ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ، جب میں گھر میں اکیلی رہتی ہوں تو میرے شکم میں موجود بچہ مجھ سے باتیں کرتا ہے، یہ سن کر انحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مسکرائے ”اور فرمایا:

>یا خدیجة! هذا اخی جبرئیل (علیہ السلام) یخبرنی اَنَّا ابنتی، وَاَنَّا النّسمة الطاهرة المطهرة، وَاَنَّ اللّٰه تعالیٰ اَمَرَنی اَنْ اُسْمِیَہا ((فاطمہ)) و سيجعل لله تعالیٰ من ذریتہا ائمة یتهدی بہم المؤمنون <-

”اے خدیجہ، میرے بھائی جبرئیل نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ یہ میری بیٹی ہے اور یہ طاہرہ و مطہرہ ہے اور خداوند عالم نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ اس کا نام فاطمہ رکھنا۔ اور خداوند عالم اس کی نسل میں ایسے

ہادی پیدا کرے گا جن سے مومنین ہدایت حاصل کریں گے۔ روایت ہے کہ جب کفار نے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے چاند کے دو ٹکڑے کرنے کا مطالبہ کیا تو اس وقت تک جناب خدیجہ کے لئے یہ واضح ہو چکا تھا کہ فاطمہ (سلام للہ علیہا) ان کے شکم مبارک میں پرورش پا رہی ہیں، تو جناب خدیجہ نے کہا: جب کہ آپ بہترین رسول اور نبی ہیں تو جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے ان کے شکم کے اندر ہی ان کو یوں تسلی دی: اے والدہ! گرامی آپ غم نہ کریں اور پریشان نہ ہوں بیشک اللہ میرے والد کے ساتھ ہے بیشک جناب خدیجہ (سلام اللہ علیہا) پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تبلیغ کے ابتدائی سخت ترین دور سے ہی آپ کے پہلو بہ پہلو ثابت قدم رہیں آپ نے عورتوں کے بائیکاٹ کا سامنا بھی کیا ان تمام مشکلات پر صبر و تحمل اور تبلیغ دین کے لئے راہ خدا میں اپنی پوری دولت لٹا دینے کے عوض اللہ تعالیٰ نے جناب خدیجہ کی گود کو ایسی عظیم الشان بیٹی کی دولت سے اباد کر دیا جسکی نسل اور ذریت طاہرہ کی کوئی مثال کائنات میں کہیں نظر نہیں آتی ہے۔

۵- ولادت حضرت فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا)

جناب خدیجہ (علیہا السلام) کے لئے انتظار کی گھڑیاں تمام ہوئیں اور اس مبارک و مسعود بچی کی ولادت کا وقت بالکل نزدیک آپہنچا جو دنیا میں قدم رکھنے سے پہلے بھی (شکم مادر میں) آپ کی انیس و مونس تھی اور جناب خدیجہ کو اس کے دیدار کا شدت سے انتظار تھا، چنانچہ جب ولادت کا وقت بالکل نزدیک آگیا تو جناب خدیجہ نے قریش کی عورتوں کو اس نازک اور سخت گھڑی میں اپنی مدد کے لئے بلایا لیکن انہوں نے آپ کو یہ صاف صاف جواب دے دیا چونکہ تم نے ہمارا کھنا نہیں مانا ہے اور ابو طالب کے یتیم حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے شادی کر لی ہے جن کے پاس نہ کوئی دولت ہے اور نہ سرمایہ، لہذا ہم تمہارے یہاں نہیں آسکتے اور نہ ہی ہمیں تم سے کوئی مطلب ہے جس سے جناب خدیجہ کو شدید ملال ہوا، آپ اسی غم سے دوچار تھیں کہ آپ نے کیا دیکھا کہ چار بلند قامت ہی بیاں ائی ہیں جو بالکل بنی ہاشم کی خواتین کی طرح ہیں آپ انہیں دیکھ کر گھبرا گئیں، ان میں سے ایک ہی نے کہا، اے خدیجہ گھبرائیے نہیں، ہم کو آپ کے پروردگار نے بھیجا ہے ہم آپ کی بھنیہیں، میں سارہ ہوں، یہ اسیہ بنت مزاحم ہیں، یہ جنت میں آپ کی سہیلی ہوں گی، اور یہ مریم بنت عمران ہیں اور یہ کلثوم جناب موسیٰ بن عمران کی بہن ہیں، ہمیں خداوند عالم نے اس نازک گھڑی میں آپ کی مدد کرنے کے لئے بھیجا ہے چنانچہ ان میں سے ایک ہی آپ کے داہنی طرف اور دوسری آپ کے بائیں طرف، تیسری ہی ہی سامنے اور چوتھی پشت کی طرف بیٹھ گئیں، پھر پاک و پاکیزہ انداز میں جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی ولادت ہوئی زمین پر آپ کے قدم اتے ہی آپ کے جسم اطہر سے ایک ایسا نور چمکا جس کی روشنی مکہ کے گھر گھر میں پھونچ گئی، پھر آپ کے سامنے بیٹھی ہوئی ہی نے بچی کو اب کوثر سے غسل دیا، اور دو بالکل سفید کپڑے نکالے، ایک کے اندر شہزادی کو لپیٹ دیا اور دوسرے کو مقنعہ کی طرح آپ کے سر پر باندھ دیا،

پھر انہوں نے آپ سے بات کرنا چاہی تو جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے پہلے کلمہ شہادتین پڑھا اور پھر سب ہی بیوں کا نام لے کر ان کو سلام کیا، یہ منظر دیکھ کر وہ ہسنے لگیں اور کہا اے خدیجہ اسے اپنی اغوش میں

لیجئے یہ طاہرہ و مطہرہ اور زکیہ و مبارکہ ہے خدا آپ کے لئے اسے مبارک قرار دے اور آپ کی نسل میں اضافہ فرمائے، جناب خدیجہ (علیہا السلام) نے مسکراتے ہوئے بچی کو آپنی اغوش میں لے کر اسے اپنے سینہ سے لگالیا۔ شہزادی کائنات (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پہلے جب جناب خدیجہ (علیہا السلام) کو خدا نے بیٹا عنایت فرمایا تھا تو آپ نے انہیں دودھ پلانے کے لئے دایا کے حوالہ کردیا تھا مگر جناب فاطمہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دودھ پینے کے لئے جناب خدیجہ (سلام اللہ علیہا) نے کسی کے حوالہ نہیں کیا۔

۶- تاریخ ولادت

مورخین کے درمیان آپ کی تاریخ ولادت کے بارے میں قدرے اختلاف ہے البتہ شیعہ امامیہ مورخین کے نزدیک مشہور یہی ہے کہ آپ کی پیدائش ۲۰ جمادی الاخریٰ بروز جمعہ بعثت کے پانچویں سال ہوئی تھی جبکہ بعض دوسرے مورخین نے بعثت سے پانچ سال پہلے کی تاریخ بھی ذکر کی ہے۔ جناب ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

«ولدت فاطمة فی جمادی الآخرة یوم العشرين سنة خمس و أربعین من مولد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، فأقامت بمكة ثمان سنین و بالمدينة عشر سنین، و بعد وفاة أبيها خمسة و سبعین يوماً، و قبضت فی جمادی الآخرة یوم الثلاثاء لثلاث خلون منه سنة احدى عشرة من آله جرة»۔

جناب فاطمہ کی ولادت ۲۰ جمادی الاخریٰ کو، پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت کے ۲۵ سال بعد ہوئی تھی، آپ مکہ مکرمہ میں اٹھ سال اور مدینہ میں دس سال رہیں اور اپنے والد گرامی کے بعد ۷۵ دن تک زندہ رہیں، اور منگل کے دن ۳ جمادی الاخریٰ ۱۱ھ میں اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔

آپ (علیہ السلام) کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

صدیقہ: یعنی آپ بہت تصدیق کرنے والی تھیں کیونکہ آپ اپنے والد گرامی کی مسلسل تصدیق کرنے والی، اور اپنے قول و فعل اور ہر لحاظ سے سچی تھیں اسی لئے آپ کو صدیقہ کبریٰ کہا جاتا ہے۔ صدیوں سے شہزادی کی یہی شناخت اور پہچان ہے۔ جیسا کہ آپ کے پوتے امام صادق (علیہ السلام) سے منقول ہے۔

آپ کو مبارکہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ (سلام اللہ علیہا) کی وجہ سے بے حد خیر اور برکتیں نازل ہوئی ہیں اور قرآن مجید نے آپ کو اسی لئے کوثر کہا ہے کہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نسل صرف آپ ہی کے ذریعہ اگے بڑھی ہے اور آپ ائمہ اطہار اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ایسی پاک و پاکیزہ نسل کی ماں ہیں جنہوں نے آپ کی رسالت و نبوت کی حفاظت فرمائی اور ہمیشہ ظالموں کے مقابلہ میں ڈٹے رہے اس طرح آپ ہی وہ خیر کثیر یا اس کا سب سے اہم مصداق ہیں جو خداوند عالم نے اپنے پاک رسول کو عطا فرمایا تھا اور اس کے بارے میں سورہٴ کوثر آج بھی بہترین گواہ ہے۔

جناب ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا ہے:

«ابنتی فاطمة حواء آدمیة، لم تحض ولم تطمت، و انما سمّاها فاطمة لآَنَّ الله فطمها و محببها عن النار»۔

میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جو ماہواری اور ولادت کے وقت کی الودگیوں سے پاک ہے۔ اور اس کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے چاہنے والوں کو جہنم سے دور رکھا ہے۔

آپ ہی نے یہ بھی فرمایا ہے:

> اُن فاطمة حوراء انسیة، کَلَّمَا اشْتَقْتُ اِلَى الْجَنَّةِ قَبْلَتْهَا<-

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: فاطمہ انسانی پیکر میں ایک حور ہیں، چنانچہ مجھے جب بھی جنت کا اشتیاق ہوتا ہے تو میں انہیں پیار کرتا ہوں۔

انس بن مالک کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) بدر منیر اور گھٹاؤں کے پیچھے سے نکلنے والے سورج کی طرح ہیں، آپ (سلام اللہ علیہا) سفید رو اور سرخ رخسار والی تھیں اور آپ (سلام اللہ علیہا) کے بالوں کارنگ سیاہ تھا نیز آپ تمام لوگوں میں رسول اللہ سے سب سے زیادہ مشابہ تھیں۔

آپ کو اس لئے طاہرہ کا لقب دیا گیا کہ آپ ہر برائی اور گندگی سے پاک و پاکیزہ ہیں اور آپ نے کبھی بھی عورتوں کی مخصوص عادت نہیں دیکھی جیسا کہ امام محمد باقر (علیہ السلام) کی روایت ہے نیز قرآن مجید نے آیہؑ تطہیر میں ہر برائی اور گندگی سے آپ کی طہارت کی گواہی دی ہے۔ آپ کو اس لئے راضیہ کہا جاتا ہے کہ خداوند عالم نے آپ کے لئے دنیا کی جو تلخیاں اور مشقتیں نیز مصائب و آلام مقدر کر دیئے تھے آپ اس پر راضی تھیں اور آپ کا پروردگار آپ سے خوش ہے اسی لئے آپ مرضیہ بھی ہیں جس کی صراحت قرآن کریم نے سورہؑ ”دھر“ میں کی ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کی سعی سے راضی ہو گیا اور آپ کو روز قیامت سے امان دیا اور آپ ان لوگوں میں شامل ہیں جن سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں ”رضی اللہ عنہم و رضوانہ“ اور آپ کے اندر خوف پروردگار بھی حد کمال تک موجود تھا جس کے لئے آپ کی سیرت کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

آپ کو اس لئے محدثہ کہا گیا ہے کہ آپ سے ملائکہ نے اسی طرح گفتگو کی تھی جس طرح جناب مریم اور مادر جناب موسیٰ جناب ابراہیم کی زوجہ جناب سارہ کی تھی کہ جب ان کو اسحاق اور پھر ان کے بعد یعقوب کی ولادت کی خوشخبری سنائی تھی۔

آپ کی تعظیم کے لئے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آپ کو ”ام ابیہا“ جیسی کنیت عطا فرمائی کیونکہ آنحضرت کے نزدیک محبت و رفعت میں کوئی بھی آپ کا ہمسر نہیں ہے اور آپ سے آنحضرت اسی طرح پیش آتے تھے جس طرح ایک بیٹا اپنی والدہ کا احترام کرتا ہے

اور آپ بھی پیغمبر کے ساتھ اسی طرح پیش آتی تھیں جس طرح ایک ماں اپنی اولاد کا خیال رکھتی ہے۔ کیونکہ آپ ہمیشہ آنحضرت کی خدمت گزار رہیں ان کے زخموں کی مرہم پٹی اور ان کی پریشانیوں کو کم کرتی رہتی تھیں۔

آپ کا ایک لقب ام ائمه بھی ہے کیونکہ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ مبارک خبر دی ہے کہ تمام ائمه آپ کی اولاد سے ہوں گے اور مہدی آپ کی نسل میں ہوں گے۔